کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کا نفاق کھل گیا، واللہ اعلم۔

احادیث صحیحہ میں حوضِ کوثر کے پانی کی صفائی اور شیرینی اور اُس کے کناروں کا جواہرات سے مرصع ہونے کے متعلق ایسے اوصاف مذکور ہیں کہ دُنیا میں ان کا کسی چیز پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

اس سورۃ کا نزول اگر کفار کے طعنوں کے دفاع میں ہو جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ آپ کی اولاد نرینہ فوت ہو جانے کی وجہ سے وہ آپ کو ابتر مقطوع النسل قرار دے کر کہا کرتے تھے کہ ان کا کام چند روزہ ہے پھر کوئی نام لینے والا بھی نہ رہے گا تو اس سورۃ میں آپ کو کوثر عطا فرمانے کا ذکر جس میں حوضِ کوثر بھی شامل ہے ان طعنہ زنوں کی مکمل تردید ہے کہ ان کی نسل و نسب صرف یہی نہیں کہ دُنیا کی عمر تک چلیگی بلکہ اُن کی روحانی اولاد کا رشتہ محشر میں بھی محسوس ہوگا جہاں وہ تعداد میں بھی تمام اُمتوں سے زیادہ ہوں گے اور ان کا اعزاز و اکرام بھی سب سے زیادہ ہوگا۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ، النحر، نحر سے مشتق، اونٹ کی قربانی کو نحر کہا جاتا ہے جس کا مسنون طریقہ اسکا پاؤں باندھ کر حلقوم میں نیزہ یا چھری مار کر خون بہا دینا ہے جیسا کہ گائے بکری وغیرہ کی قربانی کا طریقہ ذبح کرنا یعنی جانور کو لٹا کر حلقوم پر چھری پھیرنا ہے۔ عرب میں چونکہ عموماً قربانی اونٹ کی ہوتی تھی اس لئے قربانی کرنے کے لئے یہاں لفظ وانحر استعمال کیا گیا۔ بعض اوقات لفظ نحر مطلقاً قربانی کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس سورۃ کی پہلی آیت میں کفار کے زعم باطل کے خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوثر یعنی دُنیا و آخرت کی ہر خیر اور وہ بھی کثیر مقدار میں عطا فرمانے کی خوشخبری سُنانے کے بعد اسکے شکر کے طور پر آپ کو دو چیزوں کی ہدایت کی گئی ہے۔ ایک نماز، دوسرے قربانی۔ نماز بدنی اور جسمانی عبادتوں میں سب سے بڑی عبادت ہے اور قربانی مالی عبادتوں میں اس بنا پر خاص امتیاز اور اہمیت رکھتی ہے کہ اللہ کے نام پر قربانی کرنا بُت پرستی کے شعار کے خلاف ایک جہاد بھی ہے کیونکہ اُن کی قربانیاں بُتوں کے نام پر ہوتی تھیں۔ اسی لئے قرآن کریم کی ایک اور آیت میں بھی نماز کے ساتھ قربانی کا ذکر فرمایا ہے اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اس آیت میں وانحر کے معنے قربانی ہونا حضرت ابن عباسؓ، عطاء، مجاہد اور حسن بصری وغیرہ سے مستند روایات میں ثابت ہے۔ بعض لوگوں نے جو وانحر کے معنی نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے بعض ائمہ تفسیر کی طرف منسوب کئے ہیں اس کے متعلق ابن کثیر نے فرمایا کہ روایت منکر (ناقابل اعتبار) ہے۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ لفظ شانئ کے معنے بغض رکھنے والے عیب لگانے والے کے ہیں یہ آیت اُن کفار کے متعلق نازل ہوئی ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابتر مقطوع النسل ہونے کا طعنہ دیتے تھے۔ اکثر روایات میں عاص بن وائل، بعض میں عقبہ، بعض میں کعب بن اشرف اسکے مصداق ہیں۔ حق تعالے نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کوثر یعنی خیر کثیر عطا کی جس میں اولاد کثیر بھی داخل ہے آپکے لئے اولاد کی کثرت اس لحاظ سے ہے کہ نسبی اولاد بھی آپ کی ماشاء اللہ کچھ کم نہیں اور پیغمبر چونکہ پوری اُمت کا باپ ہوتا ہے اُس

پوری اُمت اُس کی اولاد روحانی اور آپ کی اُمت پچھلے تمام انبیاء کی اُمتوں سے تعداد میں زیادہ ہوگی۔ ایک طرف تو ان دشمنوں کی بات کو اس طرح خاک میں ملا دیا دوسری طرف یہ بھی فرما دیا کہ جو لوگ آپ کو ابتر ہونے کا طعنہ دیتے ہیں وہ ہی ابتر ہیں۔

عبرت اب غور کیجئے کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو حق تعالیٰ نے کیسی رفعت اور عظمت عطا فرمائی کہ آپکے عہدِ مبارک سے آج تک پوری دُنیا کے چپہ چپہ پر آپؐ کا نام مبارک پانچ وقت اللہ کے نام کے ساتھ میناروں پر پکارا جاتا ہے اور آخرت میں آپ کو شفاعتِ کبریٰ کا مقام محمود حاصل ہوگا، اسکے بالمقابل دُنیا کی تاریخ سے پوچھئے کہ عاص بن وائل، عقبہ، کعب کی اولاد کہاں اور انکا خاندان کیا ہوا، خود ان کا نام بھی اسلامی روایات سے تفسیر آیات کے ذیل میں محفوظ ہو گیا ورنہ دُنیا میں آج ان کا نام لینے والا کوئی باقی نہیں ہے۔ فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّ اٰيَاتٍ

سورۃ کافرون مکہ میں نازل ہوئی اور اس کی چھ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝١ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝٢ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

تو کہہ اے منکرو میں نہیں پوجتا جس کو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجو

مَآ اَعْبُدُ ۝٣ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝٤ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ

جسکو میں پوجوں اور نہ مجھ کو پوجنا ہے اُسکا جس کو تم نے پوجا اور نہ تم کو پوجنا ہے اسکا جس کو

اَعْبُدُ ۝٥ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝٦ ع ۱ ۲۲

میں پوجوں تم کو تمہاری راہ اور مجھ کو میری راہ

خلاصۂ تفسیر

آپ (ان کافروں سے) کہہ دیجئے کہ اے کافرو (میرا تمہارا طریقہ ایک نہیں ہو سکتا اور) نہ (تو فی الحال) میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرتا ہوں اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرتے ہو اور نہ (آئندہ استقبال میں) میں تمہارے معبودوں کی پرستش کرونگا اور نہ تم میرے معبود کی پرستش کرو گے (مطلب جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ میں موحد ہو کر شرک نہیں کر سکتا نہ اب نہ آئندہ، اور تم مشرک ہو کر موحد نہیں قرار دیئے جا سکتے نہ اب نہ آئندہ، یعنی توحید و شرک جمع نہیں ہو سکتے)

تم کو تمھارا بدلہ ملیگا اور مجھ کو میرا بدلہ ملیگا (اس میں اُن کے شرک پر وعید بھی سُنادی گئی ۔)

معارف و مسائل

سورت کے فضائل اور خواص حضرت صدیقہ عائشہ رضہ نے فرمایا کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے کہ فجر کی سنتوں میں پڑھنے کے لئے دو سورتیں بہتر ہیں ۔ سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص (رواہ ابن ہشام مظہری) اور تفسیر ابن کثیر میں متعدد صحابہ سے منقول ہے کہ اُنھوں نے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کو صبح کی سنتوں میں اور بعد مغرب کی سنتوں میں بکثرت یہ دو سورتیں پڑھتے ہوئے سُنا ہے ۔ بعض صحابہ نے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ سلم سے عرض کیا کہ ہمیں کوئی دُعا بتا دیجئے جو ہم سونے سے پہلے پڑھا کریں ، آپ نے قل یاایہا الکفرون پڑھنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ یہ شرک سے برات ہے (رواہ الترمذی و ابوداؤد) اور حضرت جبیر بن مطعم رض فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ سلم نے ان سے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جب سفر میں جاؤ تو وہاں تم اپنے سب رفقاء سے زیادہ خوشحال بامراد رہو اور تمھارا سامان زیادہ ہو جائے ۔ انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بیشک میں ایسا چاہتا ہوں ۔ آپ نے فرمایا کہ آخر قرآن کی پانچ سورتیں سورۂ کافرون، سورۂ نصر، سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھا کرو اور ہر سورۃ کو بسم اللہ سے شروع کرو اور بسم اللہ ہی پر ختم کرو ۔ حضرت جبیرؓ فرماتے ہیں کہ اُسوقت میرا حال یہ تھا کہ سفر میں اپنے دوسرے ساتھیوں کے بالمقابل قلیل الزاد خستہ حال ہوتا تھا ۔ جب سے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کی اس تعلیم پر عمل کیا میں سب سے بہتر حال میں رہنے لگا (مظہری بحوالہ ابو یعلی) اور حضرت علی رض سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلے اللہ علیہ سلم کو بچھو نے کاٹ لیا تو آپ نے پانی اور نمک منگایا اور یہ پانی کاٹنے کی جگہ لگاتے جاتے تھے اور قل یاایہا الکافرون قل اعوذ برب الفلق ، قل اعوذ برب الناس پڑھتے جاتے تھے ۔ (مظہری)

شانِ نزول ابن اسحٰق کی روایت ابن عباسؓ سے یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل اور اسود بن عبدالمطلب اور امیہ بن خلف رسُول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کے پاس آئے اور کہا کہ آؤ ہم آپس میں اس پر صلح کرلیں کہ ایک سال آپ ہمارے بتوں کی عبادت کیا کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں (قرطبی) اور طبرانی کی روایت حضرت ابن عباسؓ سے یہ ہے کہ کفار مکہ نے اول تو باہمی مصالحت کے لئے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کے سامنے یہ صورت پیش کی کہ ہم آپ کو اتنا مال دیتے ہیں کہ آپ سارے مکہ میں سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں اور جس عورت سے آپ چاہیں آپکا نکاح کر دیں ، آپ صرف اتنا کریں کہ ہمارے معبودوں کو بُرا نہ کہا کریں اور اگر آپ یہ بھی نہیں مانتے تو ایسا کریں کہ ایک سال ہم آپکے معبود کی عبادت کیا کریں اور ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کیا کریں (مظہری)

اور ابو صالح کی روایت حضرت ابن عباس رض سے یہ ہے کہ کفار مکہ نے باہمی مصالحت کے لئے یہ صورت پیش کی تھی کہ آپ ہمارے بتوں میں سے بعض کو صرف ہاتھ لگا دیں تو ہم آپ کی تصدیق کرنے لگیں گے ، اس پر جبرئیل امین سورۂ کافرون لیکر نازل ہوئے جس میں کفار کے اعمال سے برات اور خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم ہے ۔

شانِ نزول میں جو متعدد واقعات بیان ہوئے ہیں اُن میں کوئی تضاد نہیں ، ہو سکتا ہے کہ یہ واقعات سبھی پیش آئے ہوں اور ان سب کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی ہو جسکا حاصل ایسی مصالحت سے روکنا ہے ۔

لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ الآیۃ ، اس سورۃ میں یہ چند کلمات مکرر آئے ہیں ، اس تکرار کو رفع کرنے کیلئے ایک تفسیر تو وہ ہے جس کو بخاری نے بہت سے مفسرین سے نقل کیا ہے کہ دو کلمے ایک مرتبہ زمانہ حال کے لئے ، اور دوسری مرتبہ زمانہ مستقبل کے متعلق آئے ہیں اسلئے کوئی تکرار نہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو بالفعل ایسا ہو رہا ہے کہ میں تمھارے معبودوں کی عبادت کروں اور تم میرے معبود کی عبادت کرو ، اور نہ آئندہ ایسا ہو سکتا ہے کہ میں اپنی توحید پر تم اپنے شرک پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کے معبود کی عبادت کریں ۔ اسی تفسیر کو حضرت حکیم الامتؒ نے تفسیر بیان القرآن میں اختیار فرمایا ہے جو اُوپر خلاصۂ تفسیر میں آ چکی ہے مگر بخاری کی تفسیر میں لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ کی تفسیر دین بمعنے مذہب اسلام و کفر سے کی ہے اور مطلب یہ قرار دیا ہے کہ مصالحت کی مجوزہ صورت قابلِ قبول نہیں میں تو اپنے دین پر قائم ہوں ہی تم بھی اپنے دین پر مصر ہو تو تم جانو ، اسکا انجام تمھیں بھگتنا ہے اور بیان القرآن میں دین کو بمعنے جزاء قرار دیا ہے ۔

دوسری تفسیر وہ ہے جس کو ابن کثیر نے اختیار فرمایا ہے کہ حرف مَا لغت عرب میں جیسا اسم موصول الّذی کے معنی میں آتا ہے ایسا ہی کبھی مصدری معنی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے کہ وہ جس فعل پر داخل ہو اسکو بمعنے مصدر کر دیتا ہے ۔ اس سورت میں پہلی جگہ تو حرف مَا اسم موصول الّذی کے معنے میں ہے اور دوسری جگہ مَا مصدریہ تشریح اسکی یہ ہے کہ پہلے جملہ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ کے معنے یہ ہوئے کہ جن معبودوں کی تم عبادت کرتے ہو میں اُن کی عبادت نہیں کرتا اور جس معبود کی میں عبادت کرتا ہوں اسکی تم نہیں کرتے ۔ اور دوسرے جملے وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ میں حرف مَا مصدریہ ہے اور معنے یہ ہیں لا انا عابد عبادتکم ولا انتم عابدون عبادتی ، یعنی ہماری اور تمھاری عبادت کے طریقے ہی الگ الگ ہیں ، میں تمھارے طرز کی عبادت نہیں کر سکتا اور تم جب تک ایمان نہ لاؤ تو میرے طرز کی عبادت نہیں کر سکتے ۔ اس طرح پہلے جملے میں معبودوں کا اختلاف بتلایا اور دوسرے جملے میں عبادت کے طرز و طریقہ کے اختلاف کو ظاہر کیا ، حاصل یہ ہوا کہ نہ تمھارے اور ہمارے معبود میں اشتراک ہے نہ طریقِ عبادت میں ، اس طرح تکرار رفع ہوا اور طریقِ عبادت رسُول اللہ صلے اللہ علیہ سلم اور مسلمانوں کا وہ ہے جو آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بذریعہ وحی بتلایا گیا ، اور مشرکین کے طریقے خود ساختہ ہیں ۔

ابن کثیر نے اس تفسیر کو راجح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ کلمۂ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے یہی مفہوم نکلتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ، اور طریقِ عبادت وہ معتبر ہے جو محمد رسُول اللہ صلے اللہ علیہ سلم کے واسطے سے ہم تک پہنچا ہے ، اور لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ کی تفسیر میں ابن کثیر نے فرمایا کہ یہ جملہ ایسا ہی ہے جیسے دوسری جگہ قرآن کریم کا ارشاد ہے فَاِنْ کَذَّبُوْکَ فَقُلْ لِّیْ عَمَلِیْ وَلَکُمْ عَمَلُکُمْ اور دوسری جگہ ہے لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ اسکا حاصل یہ ہے

کہ لفظ دین کو ابن کثیر نے بھی اعمال دین کے معنی میں لیا ہے اور پھر مقصود اس سے وہی ہوگا جو بیان القرآن میں بیان کیا گیا کہ ہر ایک کو اپنے اپنے عمل کی جزا و سزا خود بھگتنی پڑے گی۔

اور بعض مفسرین نے ایک تیسری تفسیر یہ اختیار کی کہ حرف ما دونوں جگہ موصولہ ہی ہے اور حال و استقبال کا بھی فرق نہیں بلکہ یہ دو جملے فی الواقع مکرر لائے گئے ہیں مگر ہر تکرار بُرا نہیں ہوتا، بہت جگہ تکرار تقاضائے بلاغت ہوتا ہے جیسا کہ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا میں ہے۔ یہاں اس تکرار کا مقصد تاکید مضمون بھی ہے اور یہ بھی کہ کفار کی طرف سے چونکہ ایسی مصالحت کی پیشکش متعدد مرتبہ کی گئی تو متعدد جملوں سے اس کو رد کیا گیا (نقلہ ابن جریر۔ ابن کثیر)

کفار سے معاہدۂ صلح کی بعض صورتیں جائز ہیں بعض ناجائز

سورۂ کافرون میں کفار کی طرف سے پیش کی ہوئی مصالحت کی چند صورتوں کو بالکلیہ رد کر کے اعلان براءت کیا گیا، مگر خود قرآن کریم میں یہ ارشاد بھی موجود ہے وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا، یعنی کفار اگر صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی جھک جائیے (یعنی معاہدہ صلح کر لیجئے) اور مدینہ طیبہ جب آپ ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو یہود مدینہ سے آپ کا معاہدۂ صلح مشہور و معروف ہے اسلئے بعض مفسرین نے سورۂ کافرون کو منسوخ کہدیا اور منسوخ کہنے کی بڑی وجہ آیت لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ کو قرار دیا ہے کیونکہ بظاہر یہ احکام جہاد کے منافی ہے مگر صحیح یہ ہے کہ یہاں لَكُمْ دِيْنُكُمْ کا یہ مطلب نہیں کہ کفار کو کفر کی اجازت یا کفر پر برقرار رکھنے کی ضمانت دیدی گئی بلکہ اسکا حاصل وہی ہے جو لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ کا ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جیسا کروگے ویسا بھگتو گے اسلئے راجح اور صحیح جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ یہ سورت منسوخ نہیں، جس قسم کی مصالحت سورۂ کافرون کے نزول کا سبب بنی وہ جیسے اُسوقت حرام تھی آج بھی حرام ہے اور جس صورت کی اجازت آیت مذکورہ میں آئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے معاہدۂ یہود سے عملاً ظاہر ہوئی، وہ جیسے اُسوقت جائز تھی آج بھی جائز ہے۔ بات صرف موقع و محل کو سمجھنے اور شرائط صلح کو دیکھنے کی ہے جسکا فیصلہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرما دیا ہے جس میں کفار سے معاہدہ کو جائز قرار دینے کے ساتھ ایک استثناء کا ارشاد ہے وہ یہ ہے اِلَّا صُلْحًا اَحَلَّ حَرَامًا اَوْ حَرَّمَ حَلَالًا، یعنی ہر صلح جائز ہے بجز اُس صلح کے جس کی رو سے اللہ کی حرام کی ہوئی کسی چیز کو حلال یا حلال کی ہوئی چیز کو حرام قرار دیا گیا ہو۔ اب غور کیجئے کہ کفار مکہ نے صلح کی جو صورتیں پیش کی تھیں، اُن سب میں کم از کم کفر و اسلام کی حدود میں التباس یقینی ہے اور بعض صورتوں میں تو اُصولِ اسلام کے خلاف شرک کا ارتکاب لازم آتا ہے، ایسی صلح سے سورۂ کافرون نے اعلانِ براءت کر دیا، اور دوسری جگہ جس صلح کو جائز قرار دیا اور معاہدۂ یہود سے اُس کی عملی صورت معلوم ہوئی، اس میں کوئی چیز ایسی نہیں جس میں اُصولِ اسلام کا خلاف کیا گیا ہو یا کفر و اسلام کی حدود آپس میں ملتبس ہوئی ہوں۔ اسلام سے زیادہ کوئی مذہب رواداری، حُسنِ سلوک صلح و سالمیت کا داعی نہیں مگر صلح اپنے انسانی حقوق میں ہوتی ہے۔ خدا کے قانون اور اُصولِ دین میں کسی صلح مصالحت کی کوئی گنجائش نہیں۔ واللہ اعلم

سُوْرَةُ النَّصْرِ

سُوْرَةُ النَّصْرِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَلٰثُ اٰيٰتٍ

سورۂ نصر مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی تین آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝١ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ

جب پہنچ چکے مدد اللہ کی اور فیصلہ اور تو دیکھے لوگوں کو داخل ہوتے دین میں

ع ۱ ۳۵ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝٢ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝٣

اللہ کے فوج فوج تو پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور گناہ بخشوا اس سے، بیشک وہ معاف کرنیوالا ہے

خلاصۂ تفسیر

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جب خدا کی مدد اور (مکہ کی) فتح (مع اپنے آثار کے) آ پہنچے اور) اس فتح پر مرتب ہونے والے آثار یہ ہیں کہ) آپ لوگوں کو اللہ کے دین (اسلام) میں جوق جوق داخل ہوتا دیکھ لیں، تو (اُسوقت سمجھئے کہ مقصود دُنیا میں رہنے کا اور آپ کی بعثت کا جو تکمیل دین تھا وہ پورا ہو چکا، اور اب سفر آخرت قریب ہے، اُس کے لئے تیاری کیجئے اور) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور اُس سے مغفرت کی درخواست کیجئے (یعنی ایسے اُمور جو خلافِ اولیٰ واقع ہو گئے اُن سے مغفرت مانگئے) وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

معارف و مسائل

یہ سورۃ باجماع مدنی ہے اور اسکا نام سُوْرَةُ التَّوْدِيْع بھی ہے، تودیع کے معنی کسی کو رخصت کرنے کے ہیں اس سورۃ میں چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات قریب ہونے کی طرف اشارہ ہے اسلئے اس کو سُوْرَةُ التَّوْدِيْع بھی کہا گیا۔